تفسیر بیان القرآن (ڈاکٹر اسرار احمد) میں نصرانیت سے متعلق متنوع مباحث کا تجزیاتی مطالعہ

Analytical study of various debates related to Christianity in Tafsir Bayan al-Qur'an (Dr. Israr Ahmad)

Nosheen Riaz
Assistant Professor, of KP Higher Education Department
Email: nosheenriaz25@gmail.com

Aqil Khan
Khatib in Govt, of KP Higher Education Department
Email: aqilkhan.hoti@gmail.com

Murad Ahmad
Teacher, Elementary and Secondary Education Department, KP
Email: ahdmurad1@gmail.com

Abstract

Islam, Judaism, and Christianity are the three heavenly religions proud to claim the Abrahamic nation and call themselves Abrahamic. But the fact is that these two religions distorted the principles of the Abrahamic nation and spoiled its original solution. And thus the Abrahamic nation was replaced exclusively by their self-proclaimed Judaism and Christianity. For example, the Jews distorted the religion of Moses on the basis of arrogance and prejudice. In the same way, the Christians also created new beliefs in the name of religion, away from the straight path, and in the same way as the Jews became involved in polytheism and innovation in ghulufi al-din and fart devotion. And in the same way, just as the Jews became involved in shirk and innovation in ghulufi-ud-din and fart devotion, so the Christians also became followers of shirk and innovation and other myths. The research under review has been presented in the context of various debates related to Christianity i.e. the analytical study of beliefs, worship and social evils (Tafsir Bayan-ul-Quran).

تمہید

اسلام ،یہود یت اور مسیحیت یہ تینوں آسمانی مذاہب ملت ابراہیمی کے دعوی دار اور خود کو ابراہیمی کہنے پر فخر کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت حال یہ ہے، کہ ان دونوں ادیان نے ملت ابراہیمی کے اصول کو مسخ کر کے اس کا اصل حلیہ بگاڑ دیا،اور یوں ابراہیمی ملت کی جگہ خاص ان کی خود ساختہ یہودیت اور مسیحیت نے لے لی۔ جیسے یہود نے غلو اور تعصب کی بنیاد پر دین موسوی میں تحریف کی،اس طرح نصاری نے بھی صراط مستقیم سے ہٹ کر نت نئے عقائد دین کے نام پر گھڑ لیے،اور یوں یہودی جس طرح غلو فی الدین اور فرط عقیدت میں شرک وبدعت کا مرتکب ہوئے،اسی طرح نصاریٰ بھی شرک وبدعت اور دیگر خرافات کا مرتکب ہوئے۔زیر نظر تحقیق میں نصرانیت سے متعلق متنوع مباحث یعنی عقائد،عبادات اور معاشرتی برائیوں کا تجزیاتی مطالعہ (تفسیر بیان القرآن)کے تناظر میں پیش کیا گیاہے۔

1-نصرانیوں کا الوہیت مسیح کا عقیدہ

نصرانیوں نے فرط عقیدت میں سیدنا مسیح کو الٰہ گردان لیا۔ اور یوں انہیں عبدیت سے نکال کر معبودیت کے منصب پر بٹھا کر شرک کا ارتکاب کیا، ذیل کی آیت ملاحظہ ہوں:

"لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ -"[1]

"یقیناً کافر ہو چکے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہی مسیح ابن مریم ہے تو ان سے پوچھئے کون ہے جسے اختیار ہو اللہ کے مقابلے میں کچھ بھی اگر وہ ہلاک کرنا چاہے مسیح (علیہ السلام) ابن مریم کو اور اس کی ماں کو اور جو زمین میں ہیں ان سب کو اور اللہ ہی کے لیے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے (سب کی)۔ وہ پیدا کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔"

اس آیت کے نیچے ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں عیسائیوں کے ہاں جو دو عقیدے رہے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ ہی مسیح علیہ السلام ہے۔ اس عقیدے کی بنیاد اس نظریہ پر قائم ہے کہ خدا خود ہی انسانی شکل میں ظہور کر لیتا ہے۔ اس عقیدے کو God Incarnate کہا جاتا ہے ' یعنی اوتار کا عقیدہ جو ہندوؤں میں بھی ہے۔ جیسے رام چندر جی، کرشن جی مہاراج ان کے ہاں خدا کے اوتار مانے جاتے ہیں۔ چنانچہ عیسائیوں کا فرقہ Jacobite خاص طور پر God Incarnate کے عقیدے کا سختی سے قائل رہا ہے، کہ اصل میں اللہ ہی نے حضرت مسیح علیہ السلام کی شکل میں دنیا میں ظہور فرمایا۔ جیسے ہمارے ہاں بھی بعض لوگ نبی مکرم ﷺ کی محبت و عقیدت اور عظمت کے اظہار میں غلو سے کام لے کر حد سے تجاوز کرتے ہوئے یہاں تک کہہ جاتے ہیں:[2]

وہی جو مستوئ عرش تھا خدا ہو کر
اُتر پڑا وہ مدینے میں مصطفیٰ ہو کر

عیسائیوں کے اسی عقیدے کا ابطال اس آیت میں کیا گیا ہے۔"[3]

عیسائیوں نے یہ سب کچھ فرط عقیدت میں کر کے ملت ابراہیمی میں جو خالص توحید کا علم بردار دین تھا، اس میں شرک کا ملاوٹ کر کے تحریف کا ارتکاب کر لیا۔ اسی طرح اس شرکی عقیدہ پر ذیل کی آیت میں بھی تنقید کی ہے۔

"لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَسِيحُ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ اعْبُدُوا اللَّهَ رَبِّي وَرَبَّكُمْ إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ وَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ"[4]

"یقیناً کافر ہو چکے وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح ابن مریم ہی ہے جبکہ مسیح (علیہ السلام) نے تو کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل عبادت اور پرستش کرو اللہ کی جو میرا اور تمہارا رب ہے یقیناً جو بھی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے تو اللہ نے اس کے لیے جنت کو حرام کر دیا ہے اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے اور ایسے ظالموں کے لیے کوئی مددگار نہیں ہو گا۔"

اس آیت کی تفسیر میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"یہ ان میں سے ایک فرقے Jacobite کا عقیدہ تھا کہ خود اللہ تعالیٰ ہی نے عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں انسانی روپ دھار لیا ہے۔ اوپر اسی عقیدے کا ذکر ہوا ہے، اس آیت میں اسی عقیدے کا ذکر ہے۔"[5]

گویا مسیحی حضرات الوہیت کو سیدنا مسیحؑ کی روپ میں حلول شدہ شکل میں تسلیم کرتے ہیں۔ اور جن دلائل کی بنیاد پر مسیحی اس نظریہ کے قائل ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1- بائبل میں وہ صفات سیدنا مسیح علیہ السلام کے مذکور ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں، جیسے خداوند کا لفظ، ذیل کی آیت ملاحظہ ہوں!

"خداوند نے میرے خداوند کو فرمایا، کہ تو میرے داہنے ہاتھ بیٹھ جب تک کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں تلے کی چوکی بناؤں، وہ خدائے قادر کہلاتا ہے۔"[6]

2- اس کی طرف بائبل میں ایسے کاموں کی نسبت کی گئی ہے، جو صرف خدا ہی کر سکتا ہے، ذیل کی آیت ملاحظہ ہوں!

"وہ خلقت کا پیدا کنندہ کہلاتا ہے، وہ خلقت کو سنبھالتا ہے۔"[7]

3- اس کی عبادت کا ایسا تذکرہ کیا گیا ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ کی کی جاتی ہے، ذیل کی آیت ملاحظہ ہوں!

"باپ کے برابر اس پر ایمان لانا چاہیے، یعنی خدا کے برابر۔"[8]

مندرجہ بالا نصوص کی بنیاد پر جو کہ بائبل میں موجود ہیں، مسیحی سیدنا مسیح علیہ السلام کو الوہیت کا درجہ دیتے ہیں۔ اور اب بھی یہ حضرات اس عقیدہ کے قائل ہیں۔

2-نصرانیوں کا عقیدہ تثلیث

نصرانیوں کا ایک اور عقیدہ جو ان کے ہاں مسیحیت کا بنیاد مانا جاتا ہے، وہ تثلیث کا عقیدہ ہے۔ قرآن مجید میں اس عقیدہ پر سخت تنقید کی گئی ہے، ذیل کی آیت ملاحظہ ہوں:

" لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَإِنْ لَمْ يَنْتَهُوا عَمَّا يَقُولُونَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ "[9]

"یقیناً وہ لوگ کافر ہو چکے ہیں جنہوں نے یہ کہا: کہ اللہ تعالیٰ تین میں تیسرا ہے۔ جب کہ حقیقت یہ ہے، کہ معبود صرف ایک ہی ہے۔ اور یہ جو کہتے ہیں، اگر اس سے یہ لوگ باز نہ آئے، تو ان میں سے جو کافر ہیں، انہیں ضرور دردناک عذاب پہنچے گا۔"

اس آیت کے نیچے ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"عیسائیوں کے ہاں ایک عقیدہ تثلیث کا بھی ہے، اور اس عقیدہ کی بھی ان کے ہاں دو شکلیں ہیں۔ ابتدا میں جو تثلیث تھی اس میں اللہ، حضرت مریم اور حضرت مسیح شامل تھے۔ دراصل یہ تثلیث مصر میں فراعنہ کے زمانے سے چلی آرہی تھی۔ اسی کے اندر انہوں نے عیسائیت کو ڈھال دیا' تاکہ مصر کے لوگ آسانی سے عیسائیت قبول کرلیں۔ اس کے بعد حضرت مریم کو اس تثلیث میں سے نکال دیا گیا اور Holy ghost یا Holy ghost روح القدس کو ان کی جگہ شامل کرلیا گیا اور اس طرح "God the father, God the son" پر مشتمل تثلیث وجود میں آئی۔"[10]

خلاصہ یہ کہ مسیحیوں کے ہاں نعوذ باللہ مریمؑ، اللہ اور سیدنا مسیح سب مل کر الٰہ سے عبارت ہے، اور اسی کو تثلیث کہتے ہیں۔ لیکن کچھ عیسائی اللہ، مسیح اور روح القدس کو الٰہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ لوگ اسی تثلیثی عقیدہ کے باوجود خود کو توحید کے علم بردار کہتے ہیں، جو کہ مذکور بالا نظریہ کا متضاد ہے۔ اگرچہ مسیحی تھیالوجی میں اس حوالے سے کافی نظریات پائے جاتے ہیں کہ آیا اس سے مراد واقعی تین خدا ہیں؟ مسیحی لٹریچر اس بات سے انکاری ہے، اور وہ بائبل کی ذیل آیات کی وجہ سے ایک خدا کو مانتے ہیں، اور خود کو مؤحد کہتے ہیں:

"خدا ایک ہے"[11]

مذکورہ آیت سے تو یہ واضح ہو جاتا ہے، کہ بائبل میں ایک خدا کو ماننے کی نص موجود ہے، لیکن اسی بائبل میں تین اقانیم والی نص جو کہ تثلیث پر دلالت کرتی ہے، وہ بھی موجود ہے، ذیل کا اقتباس ملاحظہ کیجیے:

"پاک تثلیث کا ہر ایک اقنوم خدا ہے۔"[12]

مذکورہ بالا دونوں اقتباسات سے یہ بات واضح ہو گئی، کہ مسیحی حضرات توحید کے بھی قائل ہیں، لیکن ساتھ تثلیث میں ہر ایک اقنوم کو بھی خدا سمجھتے ہیں، جس سے واضح تضاد سامنے آجاتا ہے۔

3-نصرانیوں کا ابنیت مسیح کا عقیدہ

نصرانیوں کا ایک عقیدہ یہ بھی ہے، کہ نعوذ باللہ سیدنا مسیح اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں، قرآن مجید میں سورۃ توبہ کی آیت نمبر 30 میں اس عقیدہ پر تنقید کی گئی ہے، آیت کا ترجمہ ملاحظہ ہوں:

"اور یہود نے کہا (عقیدہ گھڑ لیا) کہ عزیر (علیہ السلام) اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا (عقیدہ گھڑ لیا) کہ مسیح (علیہ السلام) اللہ کا بیٹا ہے یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ یہ نقل کر رہے ہیں ان لوگوں کی باتوں کی جنہوں نے کفر کیا تھا ان سے پہلے اللہ انہیں ہلاک کرے یہ کہاں سے بچلائے گئے ہیں!"

اس آیت کے نیچے ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"ان کی ان باتوں یا من گھڑت عقیدوں کی کوئی حقیقت نہیں ہے، بلکہ یہ لوگ اپنے سے پہلے والے مشرکین کے عقائد کی نقل کر رہے ہیں۔ متھرا ازم ایک قدیم مذہب تھا جس کا مرکز مصر تھا۔ اس مذہب میں پہلے سے یہ تثلیث موجود تھی یعنی خدا، خدا کا بیٹا اور اس کی ماں آئسس دیوی۔ یہ پہلی تثلیث تھی جو مصر میں بنی۔ پھر جب سینٹ پال نے عیسائیت کی تبلیغ شروع کی اور اس کا دائرہ غیر اسرائیلیوں تک وسیع کر دیا تو اہل مصر کی نقالی میں تثلیث جیسے نظریات عیسائیت میں شامل کر لیے گئے تاکہ ان نئے لوگوں کو عیسائیت اختیار کرنے میں آسانی ہو۔ چناچہ عیسائیت میں جو پہلی تثلیث شامل کی گئی وہ یہی تھی کہ خدا، خدا کا بیٹا یسوع اور مریم مقدس۔ تو انہوں نے قدیم مذاہب کی نقالی میں یہ تثلیث ایجاد کی تھی۔"[13]

اسی طرح ذیل کی آیت میں جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف کسی بھی طریقہ سے ولدیت کی نسبت کی ہے، اس پر تنقید کی گئی ہے، آیت ملاحظہ ہوں:

"وَقَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَانَهُ بَلْ لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلٌّ لَهُ قَانِتُونَ"[14]

"اور ان (میں وہ بھی ہیں جن) کا قول ہے کہ اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا ہے۔ وہ تو ان باتوں سے پاک ہے۔ بلکہ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کی ملکیت ہے۔ سب کے سب اسی کے مطیع فرمان ہیں۔"

اس آیت کی تفسیر میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"ظاہر بات ہے یہاں پھر اہل مکہ ہی کی طرف اشارہ ہو رہا ہے جن کا یہ قول تھا کہ اللہ نے اپنے لیے اولاد اختیار کی ہے۔ وہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ نصاریٰ کہتے تھے کہ مسیح علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں' اور یہودیوں کا بھی ایک گروہ ایسا تھا جو حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہتا تھا۔"[15]

خلاصہ یہ کہ عیسائیوں نے بھی مشرکین مکہ کی طرح عقیدہ توحید میں شرک کی ملاوٹ کر کے دین ابراہیمی کا بنیاد منہدم کر دیا، اور ابنیت مسیح کا عقیدہ گھڑ کر دین حنیف کو محرف بنا کے چھوڑ دیا۔ اور اب بھی مسیحی حضرات بائبل میں ذکر شدہ بعض آیات کی بنیاد پر سیدنا مسیح علیہ السلام کو "ابن اللہ" کہتے ہیں، ذیل کی آیت ملاحظہ ہوں!

"یہ میرا پیارا بیٹا ہے، جس سے میں خوش ہوں۔"[16]

اسی طرح ذیل کی آیت ملاحظہ ہوں!

"جس نے مجھے دیکھا، اس نے باپ کو دیکھا۔"[17]

مذکورہ بالا نصوص کی بنیاد پر مسیحی حضرات اب بھی سیدنا مسیحؑ کو خدا کا بیٹا، یا ابن اللہ کہہ کر پکارتے ہیں، اور قرآن مجید نے ان کی اس باطل نظریہ پر تنقید کی ہے۔

ہر آسمانی مذہب ماننے والوں کا الگ طریقہ عبادت ہے، جس کے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

4-نصرانیوں کی قبلہ گاہ

ذیل میں عیسائی مذہب کے عبادات ورسومات ذکر کرنے سے پہلے ان کے قبلہ کی تنقیح کی جاتی ہے، کیوں کہ تمام اسمانی مذاہب میں جس میں اہل کتاب اور اہل اسلام بنیادی حیثیت رکھتے ہیں، ان کے ہاں قبلہ کی اساسی اہمیت ہے۔ ذیل میں ڈاکٹر اسرار صاحب کی تفسیر سے نصاریٰ کے قبلہ کے حوالے سے اقتباس نقل کیا جاتا ہے۔ ذیل کی آیت ملاحظہ ہوں:

" وَلَئِنْ أَتَيْتَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ بِكُلِّ آيَةٍ مَا تَبِعُوا قِبْلَتَكَ وَمَا أَنْتَ بِتَابِعٍ قِبْلَتَهُمْ وَمَا بَعْضُهُمْ بِتَابِعٍ قِبْلَةَ بَعْضٍ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِين"[18]

" اور (اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)!) اگر آپ ان اہل کتاب کے سامنے ہر قسم کی نشانیاں پیش کر دیں تب بھی یہ آپ کے قبلے کی پیروی نہیں کریں گے اور نہ ہی اب آپ پیروی کرنے والے ہیں ان کے قبلے کی اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کے قبلے کی پیروی کرنے والے ہیں اور (اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! بالفرض) اگر آپ نے ان کی خواہشات کی پیروی کی اس علم کے بعد جو آپ کے پاس آچکا ہے تو بلاشبہ آپ بھی ظلم کرنے والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

اس آیت کے نیچے ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

" حد یہ ہے کہ یہ خود آپس میں ایک دوسرے کے قبلے کی پیروی نہیں کرتے۔ اگرچہ یہود و نصاریٰ سب کا قبلہ یروشلم ہے، لیکن عین یروشلم میں جا کر یہودی ہیکل سلیمانی کا مغربی گوشہ اختیار کرتے تھے اور مغرب کی طرف رخ کرتے تھے، جب کہ نصاریٰ مشرق کی طرف رخ کرتے تھے، اس لیے کہ حضرت مریم (سلامٌ علیہا) نے جس مکان میں اعتکاف کیا تھا اور جہاں فرشتہ ان کے پاس آیا تھا وہ ہیکل کے مشرقی گوشے میں تھا' جس کے لیے قرآن حکیم میں مَکَانًا شَرْقِیًّا کا لفظ آیا ہے۔ عیسائیوں نے اسی مشرقی گھر کو اپنا قبلہ بنالیا۔"[19]

خلاصہ یہ کہ یہود اور نصاریٰ دونوں کا قبلہ ہیکل سلیمانی ہے، فرق صرف اتنا ہے، کہ یہود ہیکل سلیمانی کے مغربی جانب رخ کرتے ہیں، اور نصاریٰ ہیکل سلیمانی کے مشرقی جانب رخ کرتے ہیں۔

5-نصرانیوں کی رہبانیت والی عبادت

نصرانیوں نے دین ابراہیمی میں ایک غیر فطری عمل کو عبادت سمجھ کر شروع کیا، اور وہ یہ کہ تجرد کی زندگی اختیار کر کے ایک کونہ میں عزلت نشینی اختیار کرنا انہوں نے عبادت سمجھ لیا۔ قرآن مجید میں ان کے اس رویہ پر تنقید کی گئی ہے، ذیل کی آیت ملاحظہ ہوں!

" ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَى آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ"[20]

" پھر ہم نے بھیجے ان کے نقش قدم پر اپنے بہت سے رسول (علیہم السلام) اور پھر ان کے پیچھے بھیجا ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو اور اسے ہم نے انجیل عطا فرمائی، اور جنہوں نے اس کی پیروی کی ہم نے ان کے دلوں میں بڑی نرمی اور رحمت پیدا فرمادی۔ اور رہبانیت انہوں نے خود ایجاد

کی تھی ہم نے اسے ان پر لازم نہیں کیا تھا مگر اللہ کی خوشنودی کی تلاش میں پھر وہ اس کی رعایت بھی نہ کر سکے جیسا کہ اس کی رعایت کرنے کا حق تھا۔ تو ہم نے ان میں سے ان لوگوں کو ان کا اجر دیا جو ایمان لے آئے۔ لیکن ان کی اکثریت فاسقوں پر مشتمل ہے۔"

اس آیت کی تفسیر میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

" اس فقرے کا ایک مفہوم تو یہ ہے کہ یہ رہبانیت انہوں نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اختیار کی تھی، اس میں ان کی کسی بدنیتی کا عنصر شامل نہیں تھا۔ اس کا دوسرا مفہوم یہ بھی ہے کہ ہم نے تو ان پر کچھ لازم نہیں کیا تھا سوائے اس کے کہ وہ اللہ کی رضا تلاش کریں۔ لیکن انہوں نے اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے نفس کشی، ترکِ دنیا، رہبانیت اور تجرد بغیر نکاح کے کی زندگی بسر کرنے کا راستہ اختیار کر لیا۔ بہر حال حقیقت میں یہ اللہ کی رضا کا راستہ نہیں تھا۔ اللہ کی رضا حاصل کرنے کا درست راستہ تو جہاد کا راستہ ہے، یعنی باطل کو ملیامیٹ کرنے، حق کو غالب کرنے، ظلم و ناانصافی کو اکھاڑ پھینکنے اور عدل و قسط کو قائم کرنے کے لیے اللہ کے مجاہد بن جاؤ! اس راستے پر چلتے ہوئے جان و مال کی قربانیاں دو، فاقے برداشت کرو اور ہر طرح کی تکالیف و مشکلات کا سامنا کرو۔ بہر حال شیطان نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کو اللہ کے مقرب بننے اور اس کی رضا تلاش کرنے کا یہ راستہ ان کی نظروں سے اوجھل کر کے رہبانیت کے راستے پر ڈال دیا تاکہ اللہ کے نیک اور مخلص بندے تمدن کے معاملات سے لاتعلق رہیں اور معاشرے کے اندر ابلیسیت کے ننگے ناچ کو روکنے ٹوکنے والا کوئی نہ ہو۔ دنیا میں ظالموں اور شریروں کو کھلی چھوٹ حاصل ہو اور ان کو چیلنج کرنے والا کوئی نہ ہو۔"[21]

خلاصہ یہ کہ نصرانیوں نے تن آسانی کے لیے اپنی طرف سے من پسند عبادت رہبانیت کے نام سے متعارف کرا کر خود کو ایک اساسی ذمہ داری سبکدوش کرا کر ایک نئی بدعت کی ایجاد کی۔

مذکورہ بالا دو امور کے علاوہ نصرانیت میں متعدد رسوم اور عبادات رائج ہیں، جیسے صلاۃ وصیام کا تصور، اسی طرح کفارے کا تصور، عشائے ربانی کا تصور وغیرہ، لیکن جہاں تک مقالہ نگار نے ڈاکٹر اسرار احمد کی تفسیر کا مطالعہ کیا ہے، تو اس کے تناظر میں یہی کہا جا سکتا ہے ہے، کہ انہوں نے نصرانیت کی دیگر عبادات اور رسومات پر کوئی بحث نہیں کی ہے، اس لیے مذکورہ بالا امور پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد کی تفسیر بیان القرآن میں نصرانیت سے متعلق ذیل کے دیگر مباحث ذکر کیے گیے ہیں:

6-جدید عیسائیت اور یہودیت میں یکسانیت

ڈاکٹر اسرار احمد اپنی تفسیر میں اس بات پر روشنی ڈالی ہے، کہ جدید عیسائیت اس بات پر زور لگا رہی ہے، کہ وہ عیسائیت کو یہودیت میں رنگ دیں۔ ذیل کی آیت ملاحظہ ہوں!

" وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصَارَى عَلَى شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصَارَى لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَى شَيْءٍ وَهُمْ يَتْلُونَ الْكِتَابَ كَذَلِكَ قَالَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ مِثْلَ قَوْلِهِمْ فَاللَّهُ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ"[22]

"یہودی کہتے ہیں کہ نصاریٰ کسی بنیاد پر نہیں ہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود کسی بنیاد پر نہیں ہیں حالانکہ دونوں ہی کتاب پڑھ رہے ہیں اسی طرح کہی تھی ان لوگوں نے جو کچھ بھی نہیں جانتے ان ہی کی سی بات۔) پس اللہ تعالیٰ فیصلہ کر دے گا ان کے مابین قیامت کے دن ان تمام باتوں کا جن میں یہ اختلاف کر رہے تھے۔"

اس آیت کی تفسیر میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"عہد نامۂ قدیم Old Testament یہودیوں اور عیسائیوں میں مشترک ہے۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے اور امریکہ میں جدید عیسائیت کی صورت میں ایک بہت بڑی طاقت جو ابھر رہی ہے وہ عیسائیت کو یہودیت کے رنگ میں رنگ رہی ہے۔ رومن کیتھولک مذہب نے تو بائبل سے اپنا رشتہ توڑ لیا تھا اور سارا اختیار پوپ کے ہاتھ میں آ گیا تھا، لیکن پروٹسٹنٹس Protestants نے پھر بائبل کو قبول کیا۔ اب اس کی منطقی انتہا یہ ہے کہ عہد نامہ قدیم پر بھی ان کی توجہ ہو رہی ہے اور وہ کہہ رہے ہیں کہ اسے بھی ہم اپنی کتاب مانتے ہیں اور اس میں جو کچھ لکھا ہے اسے ہم نظر انداز نہیں کر سکتے۔"[23]

خلاصہ یہ کہ یہودیت اور نصرانیت کا پرانا اختلاف اب ایک مشترکہ کتاب پر نسبتاً کم ہو گیا ہے، اور موجودہ یہود و نصاریٰ کے لیے بائبل متفقہ کتاب ہے۔

7-سیدنا مسیح کے حواریین کا ذکر

سیدنا مسیح جب بنی اسرائیل میں دعوت کے آکری مراحل کو پہنچ گئے، اور یہودی علما کی شدید مخالفت سے تنگ آ گئے، تو انہوں نے اس وقت ایک باعزم جماعت اور ساتھیوں کے لیے ندا بلند کر کے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کے اس دین کی نصرت کے لیے کون تیار ہے؟ اس وقت جو لوگ تیار ہوئے، ان کو حواریین کہتے ہیں، ذیل کی آیت ملاحظہ ہوں!

"فَلَمَّا أَحَسَّ عِيسَى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ آمَنَّا بِاللَّهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُون"[24]

"پس جب عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان کی طرف سے کفر کو بھانپ لیا تو انہوں نے کہا کون ہے میرا مددگار اللہ کی راہ میں ؟ کہا حواریوں نے کہ ہم ہیں اللہ کے مددگار ہم ایمان لا چکے اللہ پر اور آپ (علیہ السلام) بھی گواہ رہیے گا کہ ہم اللہ کے فرماں بردار ہیں۔"

اس آیت کے نیچے ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"یہاں پھر درمیانی عرصے کا ذکر چھوڑ دیا گیا ہے۔ بنی اسرائیل کو دعوت دیتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام کو کئی سال بیت چکے تھے۔ اس دعوت سے جب علماء یہود کی مسندوں کو خطرہ لاحق ہو گیا اور ان کی چودھراہٹیں خطرے میں پڑ گئیں تو انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی شدید مخالفت کی۔ اس وقت تک یہودیوں پر ان کے علماء کا اثر ورسوخ بہت زیادہ تھا۔ جب آپ علیہ السلام نے ان کی طرف سے کفر کی شدت کو محسوس کیا کہ اب یہ ضد اور مخالفت پر تل گئے ہیں۔ تو آپ علیہ السلام نے ایک پکار لگائی، ایک ندا دی ایک دعوت عام دی ، کہ کون ہیں جو اللہ کی راہ میں میرے مددگار ہیں؟ یعنی اب جو کشاکش ہونے والی ہے، جو تصادم ہونے والا ہے اس میں ایک حزب اللہ بنے گی اور ایک حزب الشیطان ہو گی۔ اب کون ہے جو میرا مددگار ہو اللہ کی راہ میں اس جدوجہد اور کشاکش میں ؟ حواری کے اصل معنی دھوبی کے ہیں جو کپڑے کو دھو کر صاف کر دیتا ہے۔ یہ لفظ پھر آگے بڑھ کر اپنے اخلاق اور کردار کو صاف کرنے والوں کے لیے استعمال ہونے لگا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی تبلیغ زیادہ تر گلیلی جھیل کے کناروں پر ہوتی تھی، جو سمندر کی طرح بہت بڑی جھیل ہے۔ آپ علیہ السلام کبھی وہاں کپڑے دھونے والے دھوبیوں میں تبلیغ کرتے تھے اور کبھی مچھلیاں پکڑنے والے مچھیروں کو دعوت دیتے تھے۔ آپ علیہ السلام ان سے فرمایا کرتے تھے کہ اے مچھلیوں کا شکار کرنے والو! آؤ! میں تمہیں انسانوں کا شکار کرنا سکھاؤں۔ آپ علیہ السلام نے دھوبیوں میں تبلیغ کی تو ان میں سے کچھ لوگوں نے اپنے آپ کو پیش کر دیا کہ ہم آپ کی جدوجہد میں اللہ کے مددگار بننے کو تیار ہیں۔ یہ آپ علیہ السلام کے اوّلین ساتھی تھے جو حواری کہلاتے تھے۔ اس طرح حواری کا لفظ ساتھی کے معنی میں استعمال ہونے لگا۔"[25]

خلاصہ یہ کہ وہ کپڑے دھونے والے اور مچھلی پکڑنے والے آپؑ کے مخلص ساتھی بن کر آگے مسیحیت کے بڑے داعی بن گیے، اور اب حوارین اپنے لغوی معنی سے نکل کر ایک خاص اصطلاحی معنی جو کہ باہمت اور بااخلاق کے معنی میں ہے، اسی میں استعمال ہونے لگا۔

8-نصرانیوں کا لفظ "گواہ" کا استعمال

گواہ کا اصلی معنی مطلقاً گواہی دینے والا ہے، لیکن قرآن مجید میں یہ لفظ حواریین کی بات کو نقل کرنے کے لیے استعمال ہوا ہے، کہ انہوں نے ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ہمیں سچ گواہی دینے والوں کے ساتھ شمار فرمادے۔ لیکن اب یہ لفظ موجودہ عیسائیت میں ایک خاص فرقہ کے لیے استعمال ہوتا ہے، ذیل کی آیت ملاحظہ ہوں!

" رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ"[26]

"اے رب ہمارے! ہم ایمان لے آئے اس پر جو تو نے نازل فرمایا اور ہم اتباع کر رہے ہیں تیرے رسول کا پس تو ہمارا نام گواہوں میں لکھ لے"

اس آیت کے نیچے ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"یہی لفظ گواہ اب عیسائیوں کے ایک خاص فرقے کی طرف سے Jehovas Witnesses اختیار کیا گیا ہے۔ لفظ یھوہ Jehova عبرانی میں خدا کے لیے آتا ہے۔ یعنی یہ لوگ اپنے آپ کو خدا کے گواہ کہتے ہیں۔"[27]

خلاصہ یہ کہ عیسائی اب اس لفظ کو ایک خاص گروہی اصطلاح کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

9-نصرانی یہود کے پشتیبان ہیں

ڈاکٹر اسرار احمد اپنی تفسیر میں اس بات کو کئی جگہ قرآنی آیات کو ثابت کرتے ہیں، کہ تاریخ میں ہمیشہ یہود نے نصرانیوں سے مار کھائی ہے، اور جہاں بھی یہود غالب آئے ہیں، تو اس کے پیچھے عیسائیت کا ہاتھ ہوتا ہے۔ اور یہی عیسائی لوگ ان کے پشتیبان بن کر ان کی مدد کرتے ہیں۔ ذیل کی آیت ملاحظہ ہوں!

" إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ"[28]

"یاد کرو جب اللہ نے کہا کہ اے عیسیٰ (علیہ السلام) اب میں تمہیں صحیح سالم واپس لے لوں گا اور اپنی طرف اٹھا لوں گا اور تمہیں پاک کر دوں گا ان لوگوں سے جنہوں نے (تمہارے ساتھ) کفر کیا ہے اور غالب کرنے والا ہوں ان لوگوں کو جو تمہاری پیروی کریں گے قیامت تک ان لوگوں پر جو تمہارا انکار کر رہے ہیں پھر میری طرف ہی تم سب کا لوٹنا ہو گا اور میں فیصلہ کر دوں گا تمہارے مابین ان باتوں میں جن میں تم اختلاف کر رہے تھے"

اس آیت کے نیچے ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

" یہود جنہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کا انکار کیا تھا اس وقت سے لے کر موجودہ زمانے تک حضرت مسیح علیہ السلام کے پیروکاروں سے مار کھاتے رہے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام 30ء یا 35ء میں آسمان پر اٹھا لیے گئے تھے اور اس کے بعد سے یہود پر عیسائیوں کے ہاتھوں مسلسل عذاب کے کوڑے برستے رہے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے رفع سماوی کے چالیس برس بعد 70ء میں ٹائٹس رومی کے ہاتھوں ہیکل سلیمانی مسمار ہوا اور یروشلم میں ایک لاکھ بیس ہزار یا ایک لاکھ تینتیس ہزار یہودی ایک دن میں قتل کیے گئے۔ گویا دو ہزار برس ہونے کو ہیں کہ ان کا کعبہ گرا پڑا ہے۔ اس کی صرف ایک دیوار گریہ باقی ہے جس پر جا کر یہ رو دھو لیتے ہیں۔ اب ایک طرح سے محسوس ہوتا ہے کہ یہودی دنیا بھر میں سیاست اور اقتدار پر چھائے ہوئے ہیں، تعداد میں ڈیڑھ کروڑ سے بھی کم ہونے کے باوجود اس وقت دنیا کی معیشت کا بڑا حصہ ان کے کنٹرول میں ہے۔ لیکن معلوم ہونا چاہیے کہ یہ سب کچھ عیسائیوں کی پشت پناہی کی وجہ سے ہے۔ اگر عیسائی ان کی مدد نہ کریں تو عرب ایک دن میں ان کے ٹکڑے اڑا کر رکھ دیں۔ اس وقت پوری امریکی حکومت ان کی پشت پر ہے، بلکہ White Anglo Saxon Protestants یعنی امریکہ اور برطانیہ تو گویا ان کے زر خرید ہیں۔ دوسرے عیسائی ممالک بھی ان کے اشاروں پر ناچتے ہیں۔ بہر حال اب بھی صورت حال یہ ہے کہ اوپر تو عیسائی ہی ہیں اور یہ معنوی طور پر سازشی انداز میں نیچے سے انہیں کنٹرول کر رہے ہیں۔"[29]

خلاصہ یہ کہ ایک طرف یہود انتہائی قلیل تعداد میں ہیں، تو دوسری طرف وہ ایک عظیم طاقت رکھتے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے، کہ موجودہ نصرانیت جو کہ امریکہ اور برطانیہ کی شکل میں موجود ہے، وہ ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ دوسری جگہ ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

" جیسے آج پوری عیسائی دنیا ان کا سہارا بنی ہوئی ہے۔ اسرائیل اپنے بل پر نہیں، بلکہ پوری عیسائی دنیا کی پشت پناہی پر قائم ہے۔ خلیج کی جنگ میں اتحادی افواج کے کمانڈر انچیف نے صاف کہہ دیا تھا کہ یہ ساری جنگ ہم نے اسرائیل کے تحفظ کے لیے لڑی ہے۔ گویا اس قدر خونریزی سے صرف اسرائیل کا تحفظ پیش نظر تھا۔"[30]

10- نصرانیوں میں نیک کردار لوگ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نصرانیوں میں ایک خاص گروہ کی نیکوکاری کی صفت بیان فرمائی ہے۔ ذیل میں سورۃ ال

عمران کی آیت 113 کا ترجمہ ملاحظہ ہوں!

"یہ سب کے سب برابر نہیں ہیں اہل کتاب میں ایسے لوگ بھی ہیں (سیدھے راستے پر) قائم ہیں رات کے اوقات میں اللہ کی آیات تلاوت کرتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں"

سورۃ ال عمران کی اس آیت کے نیچے ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کے دور میں خاص طور پر عیسائی راہبوں کی ایک کثیر تعداد اس کردار کی حامل تھی۔ ان ہی میں سے ایک بحیرہ راہب تھا جس نے بچپن میں آنحضور ﷺ کو پہچان لیا تھا۔ یہود میں بھی اکادکا لوگ اس طرح کے باقی ہوں گے، لیکن اکثر و بیشتر یہود میں سے یہ کردار ختم ہو چکا تھا، البتہ عیسائیوں میں ایسے لوگ بکثرت موجود تھے۔"[31]

11-نصرانیوں کی باہمی عداوت

نصرانیوں کی باہمی مذہبی عداوت سے تاریخ بھری پڑی ہے، ان میں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کی باہمی فرقہ واریت کی وجہ سے ہزاروں لوگوں کا قتل عام ہوا، ذیل کی آیت کے تحت ڈاکٹر صاحب نے اس پر روشنی ڈالی ہے:

"وَمِنَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَى أَخَذْنَا مِيثَاقَهُمْ فَنَسُوا حَظًّا مِمَّا ذُكِّرُوا بِهِ فَأَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمُ اللَّهُ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُون"[32]

"اور جن لوگوں نے کہا ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے بھی میثاق لیا تو وہ بھی بھول گئے بڑا حصہ اس کا جس کی ان کو نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ڈال دی ان کے درمیان دشمنی اور بغض قیامت کے دن تک اور عنقریب اللہ تعالیٰ جتلا دے گا انہیں جو کچھ وہ کرتے رہے تھے۔"

اس آیت کے نیچے ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

"یہاں ایک اہم نکتہ تو یہ ہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں کے درمیان پورے انیس سو برس شدید دشمنی رہی ہے۔ موجودہ دور میں صورت حال عارضی طور پر کچھ تبدیل ہوگئی ہے۔ عیسائی جنہیں اللہ کا بیٹا بلکہ خدا سمجھتے ہیں، یہودیوں نے انہیں ولد الزنا قرار دیا اور کافر و مرتد کہتے ہوئے واجب القتل ٹھہرایا۔ یہ بنیادی اختلاف دونوں مذاہب کے پیروکاروں میں اس قدر اہم اور شدید ہے کہ اس کی موجودگی میں دونوں میں اتحاد و اتفاق ممکن ہی نہیں۔ لیکن آیت زیر نظر میں بنیادی طور پر عیسائیوں کی آپس کی دشمنی اور ان کا باہمی بغض و عناد مراد ہے۔ ان کے مختلف فرقوں کے درمیان نظریاتی اختلافات ان کی دلی کدورتوں اور نفرتوں سے

بڑھ کر بارہا باہمی جنگ و جدل کی شکل میں نمودار ہوتے رہے ہیں۔ مذہبی بنیادوں پر عیسائی فرقوں کی آپس کی خانہ جنگیوں کی مثال پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ مذہب کے نام پر عیسائیوں کی خون ریزی اور قتل وغارت گری کی عبرت آموز اور رونگٹے کھڑے کر دینے والی تفصیلات Blood on the cross نامی ضخیم کتاب میں ملتی ہیں، جو لندن سے شائع ہوئی ہے۔ خاص طور پر پروٹسٹنٹس Protestants اور کیتھولکس Catholics کی باہمی چپقلش تو کوئی پوشیدہ راز نہیں، جس کی ہلکی سی جھلک آج بھی ہمیں آئرلینڈ میں نظر آتی ہے۔"[33]

خلاصہ یہ کہ عیسائیوں نے مذہب کے نام پر آپس میں ایک دوسرے کا قتل عام کر کے ایک آسمانی مذہب کو ذاتی چپقلشوں کی وجہ سے بدنام کیا۔

12-نصرانیوں کا غلو فی الدین

نصرانیوں نے دین کے نام پر اتنا غلو کیا، کہ ملت ابراہیمی میں تحریف کا مرتکب ہوئے۔ ذیل کی آیت ملاحظہ ہوں!

" قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوا أَهْوَاءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوا مِنْ قَبْلُ وَأَضَلُّوا كَثِيرًا وَضَلُّوا عَنْ سَوَاءِ السَّبِيلِ"[34]

" کہہ دیجیے اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور مت پیروی کرو ان لوگوں کی بدعات کی جو آپ سے قبل (خود بھی) گمراہ ہوئے اور انہوں نے بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کیا اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے۔"

اس آیت کے نیچے ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"یہ تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو محبت اور عقیدت کی وجہ سے جو کچھ بنا دیا ہے، وہ سراسر مبالغہ ہے۔ حضور ﷺ کی شان میں بھی مبالغہ آرائی اگر لوگ کرتے ہیں تو محبت کی وجہ سے کرتے ہیں، عشق رسول ﷺ کے نام پر کرتے ہیں، عقیدت کے غلو کی وجہ سے کرتے ہیں۔ تو غلو مبالغہ در حقیقت انسان کو گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ چنانچہ اس سے منع کیا جا رہا ہے۔"[35]

13-نصرانیوں سے آخری نبی ﷺ پر ایمان لانے کا میثاق

نصرانیوں سے یہ میثاق کیا گیا تھا، کہ آپ کے پاس میرا آخری نبی جب آئے گا، تو آپ ان پر ضرور ایمان لانا۔ اس میثاق کا ذکر انجیل برنباس میں مذکور ہے۔ سورہ آل عمران آیت نمبر 81 کا ترجمہ ملاحظہ ہوں!

" اور یاد کرو جبکہ اللہ نے تمام انبیاء سے ایک عہد لیا تھا کہ جو کچھ بھی میں تمہیں کتاب اور

حکمت عطا کروں پھر تمہارے پاس آئے کوئی اور رسول جو تصدیق کرتا ہو اس کی جو آپ کے پاس (پہلے سے) موجود ہے تو تمہیں لازماً اس پر ایمان لانا ہو گا اور اس کی مدد کرو گے اللہ نے فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا ہے اور اس پر میری ڈالی ہوئی ذمہ داری قبول کر لی ہے ؟ انہوں نے کہا ہاں ہم نے اقرار کیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا اب تم بھی گواہ بن جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی میں شامل ہوں۔ "

اس آیت کی تفسیر میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

" نبی نے آئندہ آنے والے نبی ﷺ کی پیشین گوئی کی ہے، اور اپنی امت کو اس کا ساتھ دینے کی ہدایت کی ہے۔ اور یہ بھی ختم نبوت کے بارے میں بہت بڑی دلیل ہے کہ ایسی کسی شے کا ذکر قرآن یا حدیث میں نہیں ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ سے ایسا کوئی عہد لیا گیا ہو، بلکہ اس کے بر عکس قرآن میں صراحت کے ساتھ آنحضور ﷺ کو خاتم النبیین ﷺ فرمایا گیا ہے ۔ اور متعدد احادیث میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حضرت مسیح علیہ السلام محمد رسول اللہ ﷺ کی بشارت دے کر گئے ہیں اور دیگر انبیاء کی کتابوں میں بھی بشارتیں موجود ہیں۔ انجیل برناباس کا تو کوئی صفحہ خالی نہیں ہے جس میں آنحضور ﷺ کی بشارت نہ ہو، لیکن باقی انجیلوں میں سے یہ بشارتیں نکال دی گئی ہیں۔ "[36]

خلاصہ یہ کہ ہر نبی کی طرح سیدنا مسیح نے بھی نصرانیوں سے آپ ﷺ پر ایمان لانے وعدہ لیا تھا، اور اس وعدے کا ذکر انجیل برناباس میں مذکور ہے، لیکن عیسائی حضرات نے باقی اناجیل سے اس کو نکال دیا۔

14- نصرانیوں کا اہل اسلام کے ساتھ مودت

قرآن مجید میں یہود و نصاریٰ کا اہل اسلام کے ساتھ تعلق کی نوعیت ایک تقابلی انداز میں بیان کیا گیا ہے، کہ یہود اہل اسلام کے ساتھ شدید عداوت کرتے ہیں، اور نصاریٰ ان کے بر عکس مسلمانوں کے ساتھ محبت و مودت والا تعلق رکھتے ہیں۔ سورۃ مائدہ کی آیت نمبر 82 کا ترجمہ ملاحظہ ہوں!

" تم لازما پاؤ گے اہل ایمان کے حق میں شدید ترین دشمن یہود کو اور ان کو جو مشرک ہیں اور تم لازما پاؤ گے مودت کے اعتبار سے قریب ترین اہل ایمان کے حق میں ان لوگوں کو جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں یہ اس لیے کہ ان عیسائیوں میں عالم بھی ہیں اور درویش بھی اور اس لیے بھی کہ وہ تکبر نہیں کرتے "

اس آیت کی تفسیر ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

"یہ تاریخی حقیقت ہے اور سیرت محمد ﷺ سے ثابت ہے کہ جس طرح کی شدید دشمنی اس وقت یہود نے آپ ﷺ سے کی ویسی نصاریٰ نے نہیں کی۔ حضرت نجاشی رح شاہ حبشہ نے اس وقت کے مسلمان مہاجروں کو پناہ دی۔ مقوقس شاہ مصر نے بھی حضور ﷺ کی خدمت میں ہدیے بھیجے۔ ہرقل نے بھی حضور ﷺ کے نامۂ مبارک کا احترام کیا۔ وہ چاہتا بھی تھا کہ اگر میری پوری قوم مان لے تو ہم اسلام قبول کرلیں۔ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد آپ ﷺ کے پاس آیا، جس کا ذکر پہلے ہم پڑھ چکے ہیں۔ وہ لوگ اگرچہ مسلمان تو نہیں ہوئے مگر ان کا رویہّ انتہائی محتاط رہا۔ بہر حال یہ حقیقت ہے کہ حضور ﷺ کے زمانے میں مسلمانوں کے خلاف عیسائیوں کی مخالفت میں وہ شدت نہ تھی جو یہودیوں کی مخالفت میں تھی۔"[37]

خلاصہ یہ کہ آپ ﷺ کے زمانہ میں یہود کی بنسبت ان کا رویہ دوستانہ تھا۔ لیکن کیا موجودہ وقت میں بھی ان کا رویہ اہل اسلام کے ساتھ وہی دوستانہ ہے، یا اس میں فرق آیا ہے؟ اس حوالے سے اس آیت کے تحت ڈاکٹر صاحب کا ذیل کا اقتباس ملاحظہ ہوں!

"یعنی عیسائیوں میں اس وقت تک علمائے حق بھی موجود تھے اور درویش راہب بھی جو واقعی اللہ والے تھے۔ بحیرہ راہب عیسائی تھا اس نے آپ ﷺ کو بچپن میں پہچانا تھا۔ اسی طرح ورقہ بن نوفل نے حضور ﷺ کی سب سے پہلے تصدیق کی تھی اور بتایا تھا کہ اے محمد ﷺ آپ پر وہی ناموس نازل ہوا ہے جو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا تھا۔ ورقہ بن نوفل تھے تو عرب کے رہنے والے، لیکن وہ حق کی تلاش میں شام گئے اور عیسائیت اختیار کی۔ وہ عبرانی زبان میں تورات لکھا کرتے تھے۔ یہ اس دور کے چند عیسائی علماء اور راہبوں کی مثالیں ہیں۔ لیکن وہ قِسِّیسِین اور رُہبان اب آپ کو عیسائیوں میں نہیں ملیں گے، وہ دور ختم ہو چکا ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب قرآن نازل ہو رہا تھا۔ اس کے بعد جو صورت حال بدلی ہے اور صلیبی جنگوں کے اندر عیسائیت نے جو وحشت و بربریت دکھائی ہے، اور عیسائی علماء اور مذہبی پیشواؤں نے جس طرح مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی ہے اور اپنی قوم سے اس سلسلے میں جو کارنامے انجام دلوائے ہیں وہ تاریخ کے چہرے پر بہت ہی بدنما داغ ہے۔"[38]

خلاصہ یہ کہ اب ان میں وہ مخلص راہب اور مذہبی رہنما موجود نہیں ہیں، جو حق گو اور خدا ترسی جیسے صفات سے متصف ہیں، لہذا یہ آپ ﷺ کے زمانہ والی بات تھی، اب صورت حال یکسر بدل چکی ہے۔

15-غیر اللہ کو قانون ساز ماننا

نصرانیوں نے اپنے علما اور پیروں کی عقیدت میں اتنا غلو اختیار کیا، کہ انہوں نے ان مقتدیان کو مقنّن کا درجہ دیدیا۔ اب یہ پیشوا جس چیز کو حلا ل گردانتے تھے، تو یہ لوگ اسے حلال سمجھتے تھے، اور جس چیز کو وہ حرام گردانتے تھے، تو یہ اسے حرام سمجھتے تھے۔ ذیل میں سورۃ توبہ کی آیت نمبر 31 کا ترجمہ ملاحظہ ہوں!

"انہوں نے اپنے اہبار ور ہبان کو رب بنالیا اللہ کے سوا اور عیسیٰ ابن مریم کو بھی انہیں نہیں حکم دیا گیا تھا مگر اس بات کا کہ وہ پوجیں صرف ایک الہ کو نہیں ہے کوئی معبود اس کے سوا وہ پاک ہے اس سے جو شرک یہ لوگ کر رہے ہیں"

اس آیت کی تفسیر میں ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں:

" عیسائیوں میں دوسری بڑی گمراہی یہ پیدا ہوئی تھی کہ انہوں نے اپنے علماء و مشائخ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی الوہیت میں حصہ دار بنالیا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو ان کے ہاں باقاعدہ تین خداؤں میں سے ایک تھے اور اس حیثیت میں وہ آپ علیہ السلام کی پرستش بھی کرتے تھے، مگر احبار ور ہبان کو رب ماننے کی کیفیت ذرا مختلف تھی۔ حضرت عدی بن حاتم رض جنہوں نے عیسائیت سے اسلام قبول کیا تھا حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور اس آیت کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"أَمَا إِنَّهُمْ لَمْ يَكُونُوا يَعْبُدُونَهُمْ، وَلَكِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا أَحَلُّوا لَهُمْ شَيْئًا اسْتَحَلُّوهُ، وَإِذَا حَرَّمُوا عَلَيْهِمْ شَيْئًا حَرَّمُوهُ "[39]

" وہ ان احبار ور ہبان کی عبادت تو نہیں کرتے تھے، لیکن جب وہ کسی شے کو حلال قرار دیتے تو یہ اسے حلال مان لیتے اور جب کسی شے کو حرام قرار دیتے تو اسے حرام مان لیتے "

یعنی حلال و حرام کے بارے میں قانون سازی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے، اور اگر کوئی دوسرا اس حق کو استعمال کرتا ہے تو گویا وہ اللہ کی الوہیت میں حصہ دار بن رہا ہے، اور جو کوئی اللہ کے علاوہ کسی کا یہ حق تسلیم کرتا ہے وہ گویا اسے اللہ کے سوا اپنا رب تسلیم کر رہا ہے۔ آج بھی پوپ کو پورا اختیار حاصل ہے کہ وہ جو چاہے فیصلہ کرے۔ جیسا کہ اس نے ایک

فرمان کے ذریعے سے یہودیوں کو دو ہزار سال پرانے اس الزام سے بری کر دیا، کہ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کو سولی پر چڑھایا تھا۔ گویا اسے تاریخ تک کو بدل دینے کا اختیار ہے، اسی طرح وہ کسی حرام چیز کو حلال اور حلال کو حرام قرار دے سکتا ہے۔"[40]

خلاصہ یہ کہ نصرانیوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا پوپ اور دیگر مذہبی پیشواؤں کو قانون ساز مان کر انہیں تشریع کا حق دے کر الوہیت مسیح جیسے شرک کا ارتکاب کیا۔ یہ ان کا ایک اعتقادی اور عملی دونوں طرح کا جرم کیا۔

16-نصرانیوں کے دلوں میں رحمت اور رافت

جن لوگوں نے صحیح معنوں میں سیدنا مسیح پر ایمان لا کر ان کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزاری ہیں، ان کے بارے میں قرآن مجید یہ گواہی دے رہا ہے، کہ ان کے دلوں میں نرمی اور رحمت ہوگی۔ ذیل کی آیت ملاحظہ ہوں!

" ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَى آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُون"[41]

"پھر ہم نے بھیجے ان کے نقش قدم پر اپنے بہت سے رسول (علیہم السلام) اور پھر ان کے پیچھے بھیجا ہم نے عیسیٰ ابن مریم کو اور اسے ہم نے انجیل عطا فرمائی اور جن لوگوں نے اس کی پیروی کی ہم نے ان کے دلوں میں بڑی نرمی اور رحمت پیدا فرمادی۔ اور جہاں تک رہبانیت کا تعلق ہے وہ انہوں نے خود ایجاد کر لی تھی ہم نے اسے ان ذمے لازم نہیں کیا تھا مگر اللہ کی خوشنودی کی تلاش میں پھر وہ اس کی رعایت بھی نہ کر سکے جیسا کہ اس کی رعایت کرنے کا حق تھا۔ تو ہم نے ان میں سے ان لوگوں کو ان کا اجر دیا جو ایمان لے آئے۔ لیکن ان کی اکثریت فاسقوں پر مشتمل ہے۔"

اس کی تفسیر میں ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں:

" یہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے گویا تصدیق فرمائی گئی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں کے دلوں کو خصوصی طور پر رافت و رحمت کے جذبات سے مزین کیا گیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود بھی مزاج کے اعتبار سے انتہائی نرم اور رقیق القلب تھے، آپ علیہ السلام کی شخصیت میں سختی کا عنصر بالکل نہیں تھا۔ آپ علیہ السلام کی شخصیت کے اس پہلو کا اندازہ اس مثال سے لگایا جا سکتا ہے کہ ایک دفعہ آپ علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا تو پوچھا کہ کیا تم چوری کر رہے ہو؟ اس نے کہا نہیں میں چوری تو نہیں کر رہا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا: اچھا تو پھر میری آنکھ نے غلط دیکھا ہے۔ چنانچہ

آپ علیہ السلام کی شخصیت کے زیر اثر آپ علیہ السلام کے حواریین کی طبیعتوں میں بھی رافت، رحمت، رقتِ قلب اور شفقت کے غیر معمولی جذبات پیدا ہو گئے تھے۔ یہ جذبات بلاشبہ اپنی جگہ مستحسن ہیں۔ خود حضور ﷺ کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے سورۃ التوبہ میں فرمایا ہے کہ آپ ﷺ اہل ایمان کے حق میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں: "بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ" [42] رافت اور رءوف ایک ہی مادے سے ہیں۔ بہر حال شیطان نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیروکاروں کے مزاج کی نرمی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کے ان جذبات کا رخ رہبانیت کی طرف موڑ دیا۔" [43]

یہ نصرانیت سے متعلق ان مختلف مباحث کا خلاصہ تھا، جن پر ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنی تفسیر میں تبصرہ کیا ہیں۔

خلاصہ بحث

اس تحقیق میں ڈاکٹر اسرار احمد کی تفسیر "بیان القرآن" کے حوالے سے نصرانیت کے متعلق متنوع مباحث ذکر کئے ہیں جن میں نصرانیوں کا الوہیت مسیح کا عقیدہ، عقیدہ تثلیث، عقیدہ ابنیتِ مسیح، نصرانیوں کی قبلہ گاہ، جدید عیسائیت اور یہودیت میں یکسانیت، حواریین کے حالات، نصرانیوں کا لفظِ گواہ کا استعمال، یہود کی پشتیبانی، نصرانیوں میں نیک کردار لوگ، نصرانیوں کی باہمی عداوت، غلو فی الدین، آخری نبی پر ایمان لانے کا میثاق، اہلِ اسلام کے ساتھ محبت و مودّت، غیر اللہ کو قانون ساز ماننا اور نصرانیوں کے دلوں میں رحمت و رافت جیسے اہم اور متنوع زیر بحث آئی ہیں۔

مصادر و مراجع

[1] سورۃ المائدہ، 17:5

[2] تفسیر بیان القرآن، 21/2

[3] خواجہ محمد یار فریدی، **دیوان محمدی**، (لاہور: دارالعلوم محمدیہ، سن اشاعت 1991ء) ص165

[4] سورۃ المائدہ، 72:5

[5] تفسیر بیان القرآن، 58/2

[6] **عہد نامہ قدیم**، کتاب یسعیاہ، باب نمبر 9، آیت نمبر 6، (لاہور: پاکستان بائبل سوسائٹی، سن اشاعت 2011ء)

[7] انجیل یوحنا، باب نمبر 1، آیت نمبر 9

[8] نفس مصدر، باب نمبر 5، آیت نمبر 23

[9]سورۃ المائدہ، 73:5

[10]تفسیر بیان القرآن، 58/2

[11]کتاب مقدس، کتاب استثنا، باب نمبر 6، آیت نمبر 1

[12]کتاب یوحنا، باب نمبر 27، آیت نمبر 1

[13]تفسیر بیان القرآن، 361/2

[14]سورۃ البقرۃ، 116:2

[15]تفسیر بیان القرآن، 125/1

[16]انجیل متی، باب 17، آیت نمبر 5

[17]انجیل یوحنا، باب نمبر 14، آیت نمبر 9

[18]سورۃ البقرۃ، 145:2

[19]تفسیر بیان القرآن، 145/1

[20]سورۃ الحدید، 27:57

[21]تفسیر بیان القرآن، 450/6

[22]سورۃ البقرۃ، 113:2

[23]تفسیر بیان القرآن، 122/1

[24]سورۃ آل عمران، 52:3

[25]تفسیر بیان القرآن، 305/1

[26]سورۃ آل عمران، 53:3

[27]تفسیر بیان القرآن، 306/1

[28]سورۃ آل عمران، 55:3

[29]تفسیر بیان القرآن، 309/1

[30]تفسیر بیان القرآن، 337/1

[31]تفسیر بیان القرآن، 337/1

[32] سورۃ المائدہ، 14:5

[33] تفسیر بیان القرآن، 20/2

[34] سورۃ المائدہ، 77:5

[35] تفسیر بیان القرآن، 60/2

[36] تفسیر بیان القرآن، 322/1

[37] تفسیر بیان القرآن، 62/2

[38] تفسیر بیان القرآن، 62/2

[39] محمد بن عیسی الترمذی، سنن الترمذی، ابواب تفسیر القرآن عن رسول اللہ ﷺ، (بیروت، داراحیاء التراث العربی)، رقم الحدیث: 3095

[40] تفسیر بیان القرآن، 361/2

[41] سورۃ الحدید، 27:57

[42] سورۃ التوبۃ، 128:9

[43] تفسیر بیان القرآن، 45/6

Surah Al-Maidah, 5:17
Tafsir Bayan al-Qur'an, 2/21
Khawaja Muhammad Yar Faridi, Diwan Muhammadi, (Lahore: Dar al-Uloom Muhammadiyah, published in 1991), p. 165
Surah Al-Maidah, 5:72
Tafsir Bayan al-Qur'an, 2/58
Tafsir Bayan al-Qur'an, 2/58
The Old Testament, Book of Isaiah, Chapter No. 9, Verse No. 6, (Lahore: Pakistan Bible Society, Year of Publication 2011)
Gospel of John, chapter number 1, verse number 9
Nafs Masdar, Chapter No. 5, Verse No. 23
Surah al-Maidah, 5: 73
Tafsir Bayan al-Qur'an, 2/58
Holy Bible, Book of Deuteronomy, Chapter 6, Verse 1
Book of John, chapter number 27, verse number 1
Tafsir Bayan al-Qur'an, 2/361
Surah Al-Baqarah, 2: 116
Tafsir Bayan al-Qur'an, 1/125

The Gospel of Matthew, chapter 17, verse number 5
Gospel of John, chapter number 14, verse number 9
Surah Al-Baqarah, 2:145
Tafsir Bayan al-Qur'an, 1/145
Surah Al-Hadid, 57: 27
Tafsir Bayan al-Qur'an, 6/450
Surah Al-Baqarah, 2:113
Tafsir Bayan al-Qur'an, 1/122
Surah Al-Imran, 3:52
Tafsir Bayan al-Qur'an, 1/305
Surah Al-Imran, 3:53
Tafsir Bayan al-Qur'an, 1/306
Surah Al-Imran, 3:55
Tafsir Bayan al-Qur'an, 1/309
Tafsir Bayan al-Qur'an, 1/337
Tafsir Bayan al-Qur'an, 1/337
Surat al-Maidah, 5:14
Tafsir Bayan al-Qur'an, 2/20
Surah al-Maidah, 5: 77
Tafsir Bayan al-Qur'an, 2/60
Tafsir Bayan al-Qur'an, 1/322
Tafsir Bayan al-Qur'an, 2/62
Tafsir Bayan al-Qur'an, 2/62
Muhammad bin Isa al-Tirmidhi, Sunan al-Tirmidhi, Chapters of Tafsir al-Qur'an by the Messenger of Allah, peace be upon him, (Beirut, Darahiya al-Truth al-Arabi), hadith number: 3095.
Tafsir Bayan al-Qur'an, 2/361
Surah Al-Hadid, 57: 27
Surah Al-Tawbah, 9: 128